تقریر

تقریر بابت احمدیت
وقت 5-7 منٹ

چوتھی شرطِ بیعت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: رحمان خدا کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں "سلام"

سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دشنام نہ ہو
خیر اندیشیٔ احباب رہے مدِ نظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمام نہ ہو
چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

معزز سامعین! خاکسار 2006ء میں جب پاکستان سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کے لئے لندن آیا تو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے انفرادی ملاقات کے لئے مسجد فضل لندن میں پیارے حضور کے دفتر میں حاضر ہوا تو حضور نے دورانِ ملاقات مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "آپ چونکہ کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ مَیں بھی آپ کو اپنی کتاب تحفۃً دیتا ہوں۔" تب حضور نے شرائطِ بیعت پر مشتمل خطبات پر کتاب بعنوان "شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں" اپنے دستِ مبارک سے دستخط نقش فرما کر مجھے دی۔ جو آج بھی میری لائبریری کی زینت ہے۔ مَیں نے سوچا کہ پہلی 1000 تقاریر کا اختتام مَیں انہی 10 شرائط پر 10 تقاریر تیار کر کے کروں جو خلاصہ ہو گا میری 990 تقاریر کا۔ کیونکہ 10 شرائطِ بیعت نچوڑ ہے اسلامی تعلیمات کا۔ سو آج چوتھی شرط کو حِصار میں لے کر اُس کا احاطہ کرتے ہیں۔

چوتھی شرط کے الفاظ یہ ہیں کہ

"یہ کہ عام خَلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ چوتھی شرطِ بیعت پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے خطبہ کے آغاز پر فرماتے ہیں:

"جیسا کہ اس شرط سے واضح ہے کہ غصّہ میں آکر مغلوب الغضب ہو کر اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اپنی جھوٹی غیرت کا اظہار کرتے ہوئے نہ ہی اپنے ہاتھ سے نہ ہی زبان سے کسی کو دُکھ نہیں دینا۔ یہ تو ہے ہی ایک ضروری شرط کہ کسی مسلمان کو دُکھ نہیں دوں گا یہ تو ہمارے اُوپر فرض ہے۔ اِس کی پابندی تو ہم نے خصوصیت سے کرنی ہی ہے کیونکہ مسلمان تو ہمارے پیارے محبوب پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ ان کی بُرائی کا تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے سوائے اُن نام نہاد علماء کے جو اسلام کے نام پر ایک دھبہ ہیں جنہوں نے اس زمانہ کے مسیح موعود اور مہدی کے خلاف اپنی دشمنی کی انتہاء کر دی ہے ان کے خلاف بھی ہم اپنے خدا سے اُس قادر و توانا سے جو سب قدرتوں کا مالک ہے ایسے شریروں کے خلاف مدد مانگتے ہوئے اُس کے حضور جھکتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو ہی اُن کو پکڑ

اور یہ بھی اس لئے کہ خدا کا رسول ان کو بدترین مخلوق کہہ چکا ہے ورنہ ہمیں کسی سے زائد عناد اور کسی کے خلاف غصّہ نہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غصّہ کو دبانے کی نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (آل عمران:135)

یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصّہ دبا جانے والے لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت سے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کے غلام نے آزادی حاصل کرلی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ غلام نے آپ پر غلطی سے کوئی گرم چیز گرادی، پانی یا کوئی پینے کی چیز تھی آپ نے بڑے غصّے سے اس کی طرف دیکھا تو تھا وہ ہوشیار قرآن کا بھی علم رکھتا تھا اور حاضر دماغ بھی تھا فوراً بولا وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے غصّہ دبالیا۔ اب اس کو خیال آیا کہ غصّہ تو دبالیا لیکن دل میں تو رہے گا کسی وقت کسی اور غلطی پر مار نہ پڑ جائے فوراً بولا وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے جاؤ! معاف بھی کردیا۔ علم اور حاضر دماغی پھر کام آئی فوراً کہنے لگا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ آپ نے کہا چلو جاؤ! تمہیں آزاد بھی کرتا ہوں تو اس زمانہ میں غلام خریدے جاتے تھے اتنی آسانی سے آزادی نہیں ملتی تھی لیکن غلام کی حاضر دماغی اور علم اور مالک کا تقویٰ کام آیا اور آزادی مل گئی۔ تو یہ ہے اسلام کی تعلیم۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پہلا خلق ان میں سے عفو ہے یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا۔ اس میں ایصالِ خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے۔ وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے۔ سزا دلائی جائے۔ قید کرایا جائے۔ جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ پس اس کو بخش دینا اگر بخش دینا مناسب ہو تو اس کے حق میں ایصالِ خیر ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تعلیم یہ ہے۔ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ:41) نیک آدمی وہ ہیں جو غصّہ کھانے کے محل پر اپنا غصّہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔ لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو۔ کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پائے گا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 351)

پھر فرمایا کہ:

"انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ اپنی نفسانی اغراض کی وجہ سے کسی سے بغض نہ رکھے۔ سختی اور نرمی مناسب موقع اور مناسب حال کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 609۔ ایڈیشن 2003ء)

سامعین! یہ شرطِ بیعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور حسنِ سلوک کے حوالہ سے ہے۔ مخلوقِ الٰہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عیال قرار دیا ہے۔ جس طرح ایک انسان اپنے اور دوسرے عیال کا خیال رکھتا ہے اِسی طرح ہمیں اللہ کے عیال یعنی مخلوق کا خیال رکھنا ہے اور جذبات کو بے قابو ہونے سے بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق خواہ وہ مسلمان ہوں یا کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں یا لادین ہوں اُن کو کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے اور نہ ہاتھ سے۔ یہاں مجھے دو باتیں یاد آرہی ہیں۔ پہلی بات کا تعلق "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً" سے ہے۔ اسلام کے معانی سلامتی و امن کے ہیں اور مسلمان، سلامتی دینے والے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ سلامت رہیں۔ یہاں بھی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے سلامت رہنے کا ذکر ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے شرطِ بیعت میں زبان کو ہاتھ پر فوقیت دی ہے۔ یہ دراصل تصدیق ہے اِس حدیث کی جو مَیں نے ابھی بیان کی ہے۔ اس میں بھی زبان کا ذکر پہلے ہے پھر ہاتھ کا۔ ہم نے عموماً لڑائی جھگڑوں اور باہمی تنازعات میں دیکھا ہے کہ لڑائی یا تنازعہ کا آغاز زبان سے ہوتا ہے اور ہاتھ کا استعمال بعد میں ہوتا ہے اِس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے ہی بُرا بھلا کہنے سے روکا ہے۔ اِسی ترتیب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رکھا۔

اور دوسری بات عام خلقُ اللہ کو اذیت اور تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ عام خلقُ اللہ میں مسلمانوں کے علاوہ تمام مخلوق آجاتی ہے۔ اُس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد بھی موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ کہ اسلام پر اور مجھ پر ایمان لانے والا مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگ امن میں رہیں۔

سامعین! اس شرط میں بیان بُرائیوں سے بچنے کا ذکر حدیث میں یُوں ملتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ آپس میں حسد نہ کرو۔ آپس میں نہ جھگڑو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے دشمنیاں مت رکھو۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا، اُسے ذلیل نہیں کرتا اور اُسے حقیر نہیں جانتا۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

یہ ایک ایسی جامع حدیث ہے جس میں عام خلقُ اللہ اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے والی جو بھی بنیادی بُرائیاں ہو سکتی ہیں بیان ہوئی ہیں۔ اس شرطِ بیعت میں غصّہ کا کنٹرول بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

"حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُن کے ایک حوض سے پانی پلایا جاتا تھا تو ایک خاندان کے کچھ لوگ آئے اُن میں سے کسی نے کہا تم میں سے کون ابو ذر کے پاس جائے گا اور اُن کے سر کے بال پکڑ کر اُن کا محاسبہ کرے گا۔ ایک شخص نے کہا مَیں یہ کام کروں گا چنانچہ وہ شخص اُن کے پاس حوض پر گیا اور ابو ذر کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ابو ذر اس وقت کھڑے تھے پھر بیٹھ گئے اُس کے بعد لیٹ گئے اس پر انہوں نے کہا کہ اے ابو ذر! آپ کیوں بیٹھ گئے اور پھر آپ کیوں لیٹے تھے اس پر انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا تھا جب تم میں سے کسی کو غصّہ آجائے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر اس کا غصّہ دور ہو جائے تو ٹھیک ورنہ وہ لیٹ جائے۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 5 صفحہ 153)

پھر ایک روایت ہے راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم عروہ بن محمد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا جس نے اُن کے ساتھ ایسی باتیں کیں کہ ان کو غصّہ آگیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ان کو شدید غصّہ آگیا تو وہ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے ہمارے پاس لوٹ آئے پھر اُنہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے میرے دادا عطیہ کے وسیلہ سے جو صحابہ میں سے تھے یہ روایت سنائی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"غصّہ شیطان کی طرف سے آتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی کے ذریعہ بجھایا جاتا ہے پس جب تم میں سے کسی کو غصّہ آئے تو اُسے وضو کرنا چاہئے۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 226)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"یہ وہ امور ہیں اور وہ شرائط ہیں جو مَیں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم دنیا کے لئے نیکی اور راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکال لو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے گا کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اُس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا تو تم ہوشیار

ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راست باز بن جاؤ۔ تم پنج وقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔"

(اشتہار مورخہ 28/ مئی 1898ء، تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 42-43)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کیمرون (مغربی افریقہ) 2025ء پر اپنے بصیرت افروز پیغام میں احبابِ جماعت کو یوں نصیحت فرمائی:

"آپ صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا ہے بلکہ آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی مخلصانہ کوشش بھی کرنی چاہئے جس کا آپ نے وعدہ کیا ہے۔ ہر شرطِ بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی مسلمانوں کو اپنا ایمان زندہ رکھنے کے لئے ہر ایک شرطِ بیعت پر غور کرتے رہنا چاہئے۔ یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کے ہر مرحلے میں رہنما ہونی چاہئیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو اِن کے مطابق ڈھالیں اور اپنے روز مرّہ کے اعمال اور کاموں پر غور و فکر کریں اور جائزہ لیتے رہیں تو آپ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں اور اس کے ذریعہ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کرنے والے بن سکتے ہیں۔"

(بدر قادیان 16/ اکتوبر 2025ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡